مکتبہ اَفکارِ رضا

حضرت خضر نبی یا ولی؟

علمی و تحقیقی گفتگو

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و مامضی

اَفکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

حضرت خضر

نبی یا ولی؟

کاوش:

عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب کا نام	حضرت خضر نبی یا ولی؟
کاوش	سید کامران عطاری مدنی
صفحات	42
اشاعت	---
مکتبہ	مکتبہ افکارِ رضا
رابطہ	+923155322470

فہرست

پہلے اسے پڑھ لیجئے

حضرت خضر علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ رَبُّ العزت نے اپنے خاص فضل سے بے شمار کمالات اور علم لدنی عطا فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر بڑی عزت و احترام کے ساتھ آیا ہے اور انہیں حضرت موسٰی علیہ السّلام کا معلم قرار دیا گیا ہے۔ تاریخی روایات میں بھی ان کے بارے میں متعدد دلچسپ واقعات ملتے ہیں جن سے ان کی عظمت و شان کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السّلام کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ ان کے قدموں کی برکت سے بنجر زمین بھی سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ اسی لیے انہیں خضر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

سلف صالحین اور ائمہ متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے بھی حضرت خضر علیہ السّلام کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے ان پر خاص کرم کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں اور انہیں بے شمار فضائل و کمالات سے نوازا گیا ہے۔ تاہم بعض اہل علم نے حضرت خضر علیہ السّلام کی حیات و نبوت کے بارے میں مختلف آراء پیش کی ہیں۔ بعض نے ان کی حیات و نبوت کا انکار کیا ہے جبکہ بعض نے اس کی تائید کی ہے۔ لیکن حق و صواب یہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام ایک نبی ہیں اور آج بھی اس دنیا میں موجود ہیں۔

ائمہ ٔکرام اور مفسرینِ عظام نے حضرت خضر علیہ السّلام کی نبوت کی ایک اہم دلیل قرآنِ مجید کی آیت کے اس حصہ ﴿وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ﴾[1] کو قرار دیا ہے۔ اس

---

1 ... پ16، کہف:82۔

آیت کا مطلب ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام نے جو کچھ بھی کیا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا تھا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی عمل کیا۔

یہ مختصر رسالہ حضرت خضر علیہ السّلام کی نبوت کے بارے میں علمائے کرام کے نظریات کو پیش کرتا ہے۔ اس میں خاص طور پر ان علمائے کرام کے اقوال کو شامل کیا گیا ہے جنہیں اپنے دور کا علمی آفتاب اور مہتاب کہا جاتا تھا اور جن کے اقوال سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں محدثین، مفسرین اور شارحین شامل ہیں۔

قرآنی آیات میں خضر علیہ السّلام کا ذکر

﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا(۶۵)
قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا(۶۶) قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ
مَعِیَ صَبْرًا(۶۷) وَ كَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا(۶۸) قَالَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
صَابِرًا وَّ لَاۤ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا(۶۹) قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْــٴَـلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ
مِنْهُ ذِكْرًا(۷۰) فَانْطَلَقَا ٙ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ
اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔـا اِمْرًا(۷۱) قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا(۷۲) قَالَ
لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَ لَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا(۷۳) فَانْطَلَقَا ٙ حَتّٰۤى اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا
فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔـا نُّكْرًا(۷۴) قَالَ اَلَمْ اَقُلْ
لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا(۷۵) قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ
قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا(۷۶) فَانْطَلَقَا ٙ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ﹰاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا
اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ
عَلَیْهِ اَجْرًا(۷۷) قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ
صَبْرًا(۷۸) اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَ كَانَ
وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا(۷۹) وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ
یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا(۸۰) فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا(۸۱) وَ
اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا
صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ یَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۗۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا
فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا(۸۲)﴾(1)

(1) ... پ15-16، کہف:65-82۔

ترجمہ کنزالایمان: تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علمِ لدنی عطا کیا اس سے موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھادو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے اور اس بات پر کیوں کر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے اس بندہ نے اسے چیر ڈالا موسیٰ نے کہا کیا تم نے اسے اس لیے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبا دو بے شک یہ تم نے بری بات کی کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو اور مجھ پر میرے کام میں مشکل نہ ڈالو پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا اس بندہ نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی بے شک تم نے بہت بری بات کی کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے کہا اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا بے شک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہو چکا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے ان دِہقانوں (کسانوں) سے کھانا مانگا تو انہوں نے انہیں دعوت دینی قبول نہ کی پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے اس بندہ نے اسے سیدھا کر دیا موسیٰ نے کہا تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے کہا یہ میری اور آپ کی جدائی ہے اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر (بھید) بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ

اسے عیب دار کر دوں اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھاوے تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا یہ پھیر (بھید) ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

احادیث میں خضر علیہ السّلام کا تذکرہ

اَصح الکتب بعد القرآن یعنی بخاری شریف میں بھی حضرت خضر علیہ السّلام کا تذکرہ موجود ہے۔ جیسا کہ محدثین نے اپنی اپنی کتب میں حضرت خضر علیہ السّلام سے متعلق احادیث نقل کی ہیں۔ ہم صرف بخاری شریف کی حدیث پر اکتفا کریں گے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

یَقُوْلُ بَیْنَمَا مُوْسٰی فِیْ مَلَاٍ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیلَ جَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ ھَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰی لَا فَاَوْحَی اللہُ اِلٰی مُوْسٰی بَلٰی عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَاَلَ مُوْسَی السَّبِیْلَ اِلَیْہِ فَجَعَلَ اللہُ لَہُ الْحُوْتَ آیَةً وَقِیْلَ لَہٗ اِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاہُ وَکَانَ یَتَّبِعُ اَثَرَ الْحُوْتِ فِی الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوْسٰی فَتَاہُ ﴿اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ۫ وَ مَاۤ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا﴾[1] فَوَجَدَا خَضِرًا فَکَانَ مِنْ شَاْنِھِمَا الَّذِیْ قَصَّ اللہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ کِتَابِہٖ[2]

1 ... پ15، کہف:63-64۔

2 ... بخاری، 1/44، حدیث:74 دار الکتب العلمیہ بیروت۔

ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّم سے مروی ہے: جب موسیٰ علیہِ السَّلام بنی اسرائیل کے لوگوں کے ساتھ تھے تو ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: کیا تم کسی کو جانتے ہو جو تم سے زیادہ عالم ہو؟ حضرت موسیٰ علیہِ السَّلام نے کہا: نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہِ السَّلام کو وحی بھیجی ہاں آپ سے زیادہ علم والا ہمارا بندہ خضر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہِ السَّلام نے ان کی طرف جانے کا راستہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک مچھلی کو نشانی بنادیا اور ان سے کہا: جب تم مچھلی کو کھو دو تو واپس لوٹ آنا تم انہیں مل جاؤ گے۔ چنانچہ وہ سمندر میں مچھلی کی نشانی دیکھتے رہے اور پھر حضرت موسیٰ علیہِ السَّلام سے ان کے خادم نے کہا: کیا آپ نے دیکھا جب ہم چٹان کے پاس رکے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا اور شیطان نے مجھے یاد رکھنے سے بھلادیا۔ حضرت موسیٰ علیہِ السَّلام نے کہا: یہی تو ہم چاہتے تھے۔ پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان پر واپس لوٹے اور خضر علیہِ السَّلام کو ملے۔ ان کے اس قصہ کو اللہ پاک نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمۃُ اللہِ علیہ نے بخاری شریف میں اسی حدیث کو دوسرے مقام پر کتاب الاحادیث میں باب حدیث الخضر مع موسیٰ کے تحت بھی ذکر کیا ہے۔[1]

حضرت خضر علیہِ السَّلام کا تعارف

نام و کنیت: حضرت خضر علیہِ السَّلام کا نام بلیا بن ملکان ہے جبکہ کنیت ابو العباس ہے۔[2] جیسا کہ تفسیر بیضاوی، خازن، بغوی اور تفسیرِ ثعلبی وغیرہ میں ہے۔[3]

لقب: آپ علیہِ السَّلام کا لقب خضر ہے کیونکہ آپ جہاں بیٹھتے وہاں کی خشک گھاس ہری بھری ہو جاتی اور آپ علیہِ السَّلام کے قدموں کی برکت سے خشک زمین بھی سرسبز ہو جاتی۔

1 ... بخاری، 2/439، حدیث: 3400 دار الکتب العلمیہ بیروت۔
2 ... تہذیب الاسماء واللغات، 1/77 دار الفکر بیروت۔
3 ... تفسیر خازن، 3/171، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے: اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرَ اَنَّهُ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاِذَا هِیَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَاءَ[1]

ترجمہ: حضرت خضر کا نام اس لئے خضر ہوا کہ وہ خشک زمین پر جلوہ فرما ہوتے تو ان کے اٹھنے کے بعد وہ زمین سرسبز اور ہری بھری ہو جاتی۔

طویل حیاتِ خضر کا ایک سبب

ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں: ان آدم علیه السلام لما حضره الموت جمع بنيه فقال يا بنی ان الله منزل علی اهل الارض عذابا فليكن جسدی معكم فی المغارة حتی اذا هبطتم فابعثوا بی وادفنونی بارض الشام فكان جسده معهم فلما بعث الله تعالی نوحا ضم ذلك الجسد وارسل الله الطوفان علی الارض فغرقت زمانا فجاء نوح حتی نزل ببابل واوصی بنيه الثلاثة وهم سام ويافث وحام ان يذهبوا بجسده الی المغار الذی امرهم ان يدفنوه فيه فقالوا الارض وحشة لا انيس بها ولا نهتدی الطريق ولكن نكف حتی تامن الناس ويكثروا وتانس البلاد وتجف فقال لهم نوح ان آدم قد دعا الله ان يطيل عمر الذی يدفنه الی يوم القيامة فلم يزل جسد آدم حتی كان الخضر هو الذی تولی دفنه وانجز الله له ما وعده فهو يحيا الی ما شاء الله له ان يحيا[2]

ترجمہ: جب حضرت آدم علیہ السّلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور فرمایا: اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ زمین والوں پر عذاب نازل کرنے والا ہے، اس لیے میرا جسم اپنے ساتھ غار میں رکھنا۔ جب تم اس زمین سے کوچ کر جاؤ تو مجھے اٹھا کر شام

1 ... بخاری، 2/441، حدیث: 3402 دار الکتب العلمیہ بیروت۔
2 ... تاریخ ابن عساکر، 16/400 دار الفکر بیروت۔

کی زمین میں دفن کر دینا۔ چنانچہ انہوں نے آپ کا جسم اپنے ساتھ رکھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السّلام کو مبعوث کیا تو انہوں نے حضرت آدم علیہ السّلام کا جسم اپنے ساتھ لے لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین پر طوفان بھیجا اور زمین پانی میں ڈوب گئی۔ ایک عرصہ گزرنے کے بعد حضرت نوح علیہ السّلام بابل میں اترے اور اپنے تینوں بیٹوں سام، حام اور یافث سے فرمایا کہ جاؤ اور حضرت آدم علیہ السّلام کے جسم کو اس غار میں لے جاؤ جس میں انہوں نے تمہیں دفن کرنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا: زمین بہت سنسان ہے، نہ کوئی ساتھی ہے اور نہ ہی ہم راستہ جانتے ہیں۔ ہم اس وقت تک انتظار کریں کہ لوگ امن سے رہنے لگیں، تعداد میں زیادہ ہو جائیں اور زمین آباد ہو جائے۔ حضرت نوح علیہ السّلام نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السّلام نے دعا کی تھی کہ جو شخص انہیں دفن کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کر دے گا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السّلام کا جسم اس وقت تک منتقل نہیں ہوا جب تک کہ حضرت خضر علیہ السّلام نے انہیں دفن نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السّلام کی صورت میں حضرت آدم علیہ السّلام سے وعدہ پورا فرمایا۔ اس طرح حضرت خضر علیہ السّلام جب تک اللہ پاک چاہے گا زندہ رہیں گے۔

حضرت خضر علیہ السّلام کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا صحیح عقیدہ

بہت سے دلائل اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السّلام نبی ہیں۔ چونکہ ہر نبی ولی بھی ہوتا ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ وہ صرف ولی ہیں، یہ عقیدہ درست نہیں ہے۔ بعض بدمذہب اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السّلام صرف ولی ہیں تاکہ اس عقیدے کے ذریعے اپنے باطل نظریات کو تقویت پہنچائیں۔

اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ اولیاء اللہ کے بارے میں بہت واضح ہے۔ ہم مانتے ہیں

کہ اولیائے کرام اللہ کے خاص بندے ہیں جنہیں اللہ نے خصوصی نعمتوں سے نوازا ہے۔ لیکن ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ نبیوں کا مقام اولیاء سے بہت بلند ہے۔ نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے شریعت دی اور انہیں معصوم بنایا ہے۔ اولیائے کرام نبیوں کی اتباع کرتے ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

- حضرت خضر علیہ السّلام ایک نبی تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے خاص علم عطا فرمایا تھا۔
- اولیائے کرام اللہ کے خاص بندے ہیں لیکن ان کا مقام نبیوں سے بلند نہیں ہے۔
- بعض صوفیاء کے وہ نظریات جو اہلِ سنت و جماعت کے عقیدے کے خلاف ہوں، انہیں قبول نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابنِ عطیہ، امام قرطبی، امام نووی اور دیگر علماء: ان جیسے متعدد نامور علماء نے اس بات پر زور دیا ہے کہ جمہور علماء حضرت خضر علیہ السّلام کو نبی مانتے ہیں۔

نبوت اور رسالت: بعض علماء کے مطابق حضرت خضر علیہ السّلام نبی ہی نہیں بلکہ رسول بھی ہیں۔ یہ مَرجوح (ناقابلِ قبول) قول ہے۔

قرآنی آیات سے استدلال

سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت خضر علیہ السّلام کی ملاقات کا ذکر ملتا ہے۔ اس سورت میں کئی آیات ایسی ہیں جن سے حضرت خضر علیہ السّلام کی نبوت پر دلیل بیان کی جاتی ہے جیسے:

پہلا استدلال: سورہ کہف میں اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا﴾[1] ترجمہ کنز الایمان: تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے

1 ... پ15، کہف:65۔

رحمت دی۔﴾ اس آیت میں رَحْمَةً کے لفظ کا مفہوم سمجھنا بہت ضروری ہے۔

اکثر کی رائے: حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عنہ، مفسر مقاتل، علامہ آلوسی اور اکثر مفسرین رحمۃُ اللہِ علیہم کا کہنا ہے کہ اس آیت میں رَحْمَةً سے مراد نبوت ہے۔

مختلف علماء کی آراء: امام ابو بکر انباری، علامہ ابوحیان اُندلسی، امام فخر الدین رازی، امام بدر الدین عینی، امام برہان الدین بقاعی اور علامہ مناوی رحمۃُ اللہِ علیہم جیسی بڑی شخصیات نے بھی حضرت خضر علیہِ السَّلام کی نبوت کا قائل ہو کر اس آیت ﴿اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا﴾[1] کی تفسیر کی ہے۔

مختلف تفسیریں: مفسرین نے رَحْمَةً کے لفظ کی مختلف تفسیریں کی ہیں۔ بعض کے مطابق اس سے مراد نبوت ہے، جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مہربانی یا نعمت ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃُ اللہِ علیہ نے روح المعانی میں تین قول ذکر کرنے کے بعد جمہور کا مذہب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: والجمهور على انها الوحي والنبوة وقد اطلقت على ذلك في مواضع من القرآن واخرج ذلك ابن ابي حاتم عن ابن عباس وهذا قول من يقول بنبوته عليه السلام وفيه اقوال ثلاثة فالجمهور على انه عليه السلام نبي[2]

ترجمہ: اور اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ رَحْمَةً سے مراد وحی اور نبوت ہے اور قرآن میں کئی جگہوں پر اس کے لیے رحمت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اسی بات کو امام ابنِ ابی حاتم رحمۃُ اللہِ علیہ نے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ عنہ سے نقل کیا ہے۔ یہ ان لوگوں کا قول ہے جو حضرت خضر علیہِ السَّلام کی نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ اس بارے میں تین مختلف آراء پائی جاتی

1 ... پ15، کہف:65۔

2 ... روح المعانی، کہف، تحت الآیۃ:65، 15/ 320 دار احیاء التراث العربی بیروت۔

ہیں۔ اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ وہ نبی ہیں۔

دیگر آیات سے تقویت: قرآن پاک میں رَحْمَةً کا لفظ اکثر نبوت کے معنٰی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً سورۂ زخرف، سورۂ ہود اور سورہ قصص میں نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور دیگر انبیاء کے لیے رَحْمَةً کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

قرآن پاک کی اس آیت: ﴿آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا﴾[1] کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباس رضِیَ اللہُ عنہ، مفسر مقاتل اور اکثر مفسرین نے رَحْمَةً سے مراد نبوت لی ہے۔

رَحْمَةً سے مراد نبوت ہے اور اس کے دلائل

سورۂ زخرف: ﴿وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ (۳۱) اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ﴾[2]

امام واحدی کا نظریہ

تفسیر بسیط میں ہے: فقال اللہ انکارًا و رَدًّا علیہم ﴿اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ﴾ قال ابن عباس: نبوۃ ربك وھو قول جمیع المفسرین والمعنی: انھم اعرضوا علی اللہ بقولھم لِمَ لَمْ ینزل ھذا القرآن علی غیر محمد؟ فبین اللہ عزوجل انہ ھو الذی یقسم بفضلہ و رحمتہ لا غیرو قال مقاتل فی ھذہ الآیۃ: اباْیدیھم مفاتیح الرسالۃ فیضعونھا حیث شاءوا أی: انھا لیست بایدیھم ولکنا نختار لھا من نشاء من عبادنا[3]

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کا انکار کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ

1 ... پ15، کہف: 65۔
2 ... پ25، زخرف: 31-32۔
3 ... تفسیر بسیط للواحدی، زخرف، تحت الآیۃ: 31، 20/34 عمادۃ البحث العلمی ریاض۔

رَبِّكَ ؕ﴾ کیا وہ میرے رب کی رحمت میں تقسیم کرتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: یعنی کیا وہ اللہ کی **نبوت** میں تقسیم کرتے ہیں؟ اور یہی تمام مفسرین کا قول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں نے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا کہ اس نے قرآن محمد صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم پر ہی کیوں نازل کیا ہے، کسی اور پر کیوں نہیں نازل کیا؟ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ وہی ہے جو اپنی رحمت اور فضل کو جہاں چاہے دیتا ہے۔ مقاتل نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہا: کیا **نبوت کی چابیاں** ان کے ہاتھ میں ہیں کہ وہ جہاں چاہیں وہاں دے دیں؟ یعنی **نبوت** ان کے ہاتھوں میں نہیں ہے بلکہ اللہ پاک جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے نبوت کے لئے اختیار فرماتا ہے۔

یہ قرآن کی اس آیت کی تفسیر پر مبنی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کافروں کے اس اعتراض کا جواب دیتا ہے کہ انہوں نے محمد صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کو ہی کیوں نبوت سے نوازا۔ اس آیت اور اس کی تفسیر سے درج ذیل چند اہم نکات سامنے آتے ہیں:

(1) اللہ کی رحمت کا تقسیم کرنا: کافر یہ کہہ کر اللہ کی رحمت میں تقسیم کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ نبوت محمد صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم پر ہی کیوں نازل ہوئی، کسی اور پر کیوں نہیں؟

(2) نبوت دینے کا حق اللہ کا: اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ نبوت دینا اس کا حق ہے اور وہ جسے چاہے اپنا رسول بنا سکتا ہے۔

(3) کافروں کا اللہ کو چیلنج: کافروں نے اللہ کو چیلنج کیا کہ وہ اپنی نبوت کو کس پر نازل کرتا ہے۔

(4) اللہ کی حکمت: اللہ تعالیٰ کی حکمت پر سوال اٹھانا انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

(5) نبوت کا انکار: کافروں کا یہ اعتراض دراصل نبوت کے انکار کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

علامہ اسماعیل حقی کا نظریہ

تفسیر روح البیان میں ہے: ﴿اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ﴾ انکار فیہ تجھیل لھم وتعجیب من تحکمھم والمراد بالرحمۃ النبوۃ یعنی ایبدھم مفاتیح الرسالۃ والنبوۃ فیضعونھا حیث شاؤوا[1]

ترجمہ: کیا وہ تیرے رب کی رحمت میں تقسیم کرتے ہیں؟ اس میں ان کی جہالت اور ان کی خود سری پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے۔ رحمت سے مراد نبوت ہے، یعنی کیا ان کے ہاتھ میں رسالت اور نبوت کی چابیاں ہیں کہ وہ جہاں چاہیں وہاں رکھ دیں؟

امام فخر الدین رازی کا نظریہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں اس آیت ﴿اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ﴾[2] کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: من کفریاتھم التی حکاھا اللہ تعالٰی عنھم فی ھذہ السورۃ، وھؤلاء المساکین قالوا منصب رسالۃ اللہ منصب شریف فلا یلیق الا برجل شریف وقد صدقوا فی ذلك الا انھم ضموا الیہ مقدمۃ فاسدۃ وھی ان الرجل الشریف ھو الذی یکون کثیر المال والجاہ ومحمد لیس کذلك فلا تلیق رسالۃ اللہ بہ، وانما یلیق ھذا المنصب برجل عظیم الجاہ کثیر المال فی احدی القریتین وھی مکۃ والطائف قال المفسرون والذی بمکۃ ھو الولید بن المغیرۃ والذی بالطائف ھو عروۃ بن مسعود الثقفی ثم ابطل اللہ تعالٰی ھذہ الشبھۃ من وجھین الاول: قولہ اھم یقسمون رحمت ربك وتقریر ھذا الجواب من وجوہ احدھا: أنا اوقعنا التفاوت فی مناصب الدنیا ولم یقدر احد من الخلق علی تغییرہ فالتفاوت الذی

---

1 ... روح البیان، زخرف، تحت الآیۃ:32، 8/365، دار الفکر بیروت۔

2 ... پ25، زخرف:31۔

اوقعناہ فی مناصب الدین والنبوۃ بان لایقدروا علی التصریف فیہ کان اولیٰ[1]

ترجمہ: یہ آیت ان کے کفر کی ایک دلیل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بیان کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کا رسول ایک بہت ہی اہم مقام رکھتا ہے اور اس کے لیے ایک بہت ہی معزز شخص لائق ہے۔ اور اس بات میں وہ صحیح تھے، مگر انہوں نے اس کے ساتھ ایک غلط بات بھی جوڑ دی۔ انہوں نے کہا کہ معزز شخص وہی ہے جو امیر ہو اور بہت عزت والا ہو، اور محمد صَلَّی اللہُ علیہِ وَاٰلہٖ وَسلَّم ایسے نہیں ہیں، اس لیے اللہ کی رسالت ان کے لیے موزوں نہیں ہے۔ بلکہ یہ منصب کسی بڑے قبیلے کے کسی امیر اور مالدار شخص کے لیے موزوں ہے جیسے مکہ یا طائف کا کوئی شخص ہو۔ مفسرین نے کہا ہے کہ مکہ کے شخص سے مراد ولید بن مغیرہ ہے اور طائف کے شخص سے مراد عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کئی وجوہات سے ان کے اس اعتراض کو غلط ثابت کیا۔ ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا وہ میرے رب کی رحمت میں تقسیم کرتے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ کیا یہ لوگ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اللہ کی رحمت کس پر نازل ہو اور کس پر نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں لوگوں کو مختلف مقامات اور حیثیتوں پر رکھا ہے اور کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ اسے بدل سکے۔ اسی طرح، اللہ تعالیٰ نے دین اور نبوت کے معاملے میں بھی لوگوں کو مختلف مقامات دیئے ہیں اور کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ اس میں تبدیلی کر سکے۔

امام خازن کا نظریہ

امام خازن رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیت ﴿اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ﴾[2] کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: معناہ ابایدیھم مفاتیح الرسالۃ فیضعوھا حیث شاؤوا وفیہ الانکار الدال

1 ... تفسیر رازی، زخرف، تحت الآیۃ: 32، 27/630 دار احیاء التراث العربی بیروت۔

2 ... پ25، زخرف: 31۔

علی تجہیلھم والتعجب من اعتراضھم وتحکمھم وان یکونوا ھم المدبرین لامر النبوۃ[1]

ترجمہ: کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ کیا ان کے ہاتھ میں رسالت کی چابیاں ہیں کہ وہ جہاں چاہیں رکھ دیں؟ اور اس میں ان کی جہالت پر انکار اور ان کے اعتراض، خود سے حکم لگانے اور **نبوت** کے معاملے میں خود سے تدبیر کرنے پر تعجب کا اظہار ہے۔

حافظ ابنِ کثیر کا نظریہ

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: قال اللہ تبارك وتعالی رادا علیھم فی ھذا الاعتراض اَھُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ ای لیس الامر مردودا الیھم بل الی اللہ عزوجل واللہ اعلم حیث یجعل رسالاته فانه لا ینزلھا الا علی ازکی الخلق قلبا ونفسا واشرفھم بیتا واطھرھم اصلا۔[2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا: کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ یعنی یہ معاملہ ان کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا اختیار ہے کہ اپنی **رسالت** کس پر نازل کرے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں نازل کرے، کیونکہ وہ اپنی رسالت صرف پاکیزہ دل اور پاک روح والے، اشرف گھرانے اور پاکیزہ نسب والے پر ہی نازل کرتا ہے۔

سورۂ ھود میں رحمت سے مراد نبوت

﴿قَالَ یٰقَوۡمِ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کُنۡتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّیۡ وَ اٰتٰنِیۡ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِہٖ فَعُمِّیَتۡ عَلَیۡکُمۡ ؕ اَنُلۡزِمُکُمُوۡھَا وَ اَنۡتُمۡ لَھَا کٰرِھُوۡنَ (۲۸)﴾[3]

---

1 ... تفسیر خازن، زخرف، تحت الآیۃ: 32، 4/108، دار الکتب العلمیہ بیروت۔
2 ... تفسیر ابن کثیر، زخرف، تحت الآیۃ: 32، 7/207، دار الکتب العلمیہ بیروت۔
3 ... پ12، ھود: 28۔

امام طبری کا نظریہ

امام ابن جریر طبری رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیت ﴿وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ﴾[1] کی تفسیر میں فرماتے ہیں: يَقُولُ: وَرَزَقَنِي مِنْهُ التَّوْفِيقَ وَالنُّبُوَّةَ وَالْحِكْمَةَ فَآمَنْتُ بِهِ وَأَطَعْتُهُ فِيمَا أَمَرَنِي وَنَهَانِي[2]

ترجمہ: اور اس نے مجھے اپنی طرف سے توفیق، نبوت اور حکمت عطا فرمائی، چنانچہ میں اس پر ایمان لایا اور جس کا اس نے مجھے حکم دیا میں نے اس پر عمل کیا اور جس سے اس نے مجھے منع کیا میں نے اس سے اجتناب کیا۔

سورۂ کہف میں رحمت سے مراد نبوت

امام بیضاوی کا نظریہ

امام بیضاوی رحمۃُ اللہِ علیہ نے سورہ کہف میں رَحْمَةً سے مراد نبوت لی ہے۔ چنانچہ تفسیر بیضاوی میں ہے: ﴿اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا﴾ هی الوحی والنبوة[3]

ترجمہ: رَحْمَةً سے مراد وحی اور نبوت ہے۔

امام نسفی کا نظریہ

امام نسفی رحمۃُ اللہِ علیہ نے رَحْمَةً سے مراد نبوت لی ہے۔ چنانچہ تفسیر نسفی میں ہے:

﴿رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ﴾ هی الوحی والنبوة او العلم او طول الحیاة[4]

---

1 ... پ12، ھود:28۔

2 ... تفسیر طبری، ھود، تحت الآیۃ:28، 15/298، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

3 ... تفسیر بیضاوی، کہف، تحت الآیۃ:65، 3/510، دار الفکر بیروت۔

4 ... تفسیر نسفی، کہف، تحت الآیۃ:65، 2/310، دار الکلم الطیب بیروت۔

ترجمہ: رَحْمَۃً سے مراد وحی، نبوت یا علم یا پھر طویل حیات ہے۔

امام رازی کا نظریہ

امام فخر الدین رازی رحمۃُ اللہِ علیہ نے سورہ ہود میں "رحمۃ" سے مراد نبوت لی ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے: والمراد بتلك الرحمة اما النبوة واما المعجزة الدالة على النبوة[1]

ترجمہ: یہاں رحمت سے مراد نبوت ہے یا پھر معجزہ ہے جو نبوت پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت خضر علیہِ السّلام کی نبوت پر نقلی دلائل

جمہور مفسرین کے نزدیک آیت ﴿اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا﴾ میں رَحْمَۃً سے مراد نبوت ہے اور اس بات پر بھی سب ہی کا اتفاق ہے آیت میں ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ﴾ میں عَبْدًا سے مراد حضرت خضر علیہِ السّلام کی ذات والا تبار ہے تو ثابت ہوا کہ حضرت خضر علیہِ السّلام نبی ہیں۔ ذیل میں ہم ان اساطین علوم وفنون کے اقوال و نظریات پیش کریں گے جو حضرت خضر علیہِ السّلام کی نبوت کے قائل ہیں۔

امام قرطبی نبوت کے قائل

امام قرطبی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: **والخضر نبی عند الجمهور** وقيل: هو عبد صالح غير نبی والآية تشهد بنبوته لان بواطن افعاله لا تكون الا بوحی وايضا فان الانسان لا يتعلم ولا يتبع الا من فوقه وليس يجوز ان يكون فوق النبی من ليس بنبی وقيل: كان ملكا امر الله موسى ان ياخذ عنه مما حمله من علم الباطن والاول الصحيح والله أعلم. قوله تعالى: ﴿اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا﴾ الرحمة فی هذه الآية النبوة. وقيل: النعمة. ﴿وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ أی علم الغيب. ابن عطية: كان علم الخضر علم معرفة بواطن قد

1 ... تفسیر رازی، ھود، تحت الآیۃ: 28، 17/ 338 دار احیاء التراث العربی بیروت۔

أوحيت إليه.[1]

ترجمہ: جمہور کے نزدیک حضرت خضر علیہ السّلام نبی ہیں۔ لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ایک نیک بندے ہیں نہ کہ نبی۔ اور وہ اس بات کی دلیل دیتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیت اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام کی نبوت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان کے اعمال کے پیچھے جو حکمت تھی وہ صرف وحی کے ذریعے ہی ممکن تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کوئی انسان صرف اپنے سے بڑے شخص سے ہی علم حاصل کر سکتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ غیر نبی مرتبہ میں نبی سے بڑا ہو۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام ایک فرشتہ تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو باطنی علوم سکھانے کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ لیکن سب سے صحیح رائے یہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام ایک نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی۔" اس آیت میں رحمت سے مراد نبوت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد نعمت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور اسے اپنا علمِ لدنی عطا کیا۔" علمِ لدنی سے مراد غیب کا علم ہے۔ حضرت ابنِ عطیہ رحمۃُ اللہِ علیہ کا کہنا ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام کا علم باطنی علوم کا علم تھا جو انہیں وحی کیا گیا تھا۔

حافظ ابنِ کثیر نبوت کے قائل

حافظ ابنِ کثیر البدایۃ والنہایۃ میں لکھتے ہیں: وقد دل سياق القصة على نبوته من وجوه.[2]

ترجمہ: اور اس پورے واقعے سے حضرت خضر علیہ السّلام کی نبوت پر متعدد دلائل ملتے ہیں۔

1 ... قرطبی، کہف، تحت الایۃ: 65، 11/16 دار الکتب المصریۃ قاہرہ۔

2 ... البدایۃ والنہایۃ، 1/328۔

دلیل اول: قولہ تعالیٰ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾[1]

ترجمہ: ان میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: توہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

دلیل ثانی: قول موسی لہ﴿هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا(۶۶) قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا(۶۷) وَ كَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا(۶۸) قَالَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَاۤ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا(۶۹) قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـٴَـلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا۠(۷۰)﴾[2] فلو کان ولیا ولیس بنبی لم یخاطبہ موسی بھذہ المخاطبة ولم یرد علی موسی ھذا الرد بل موسی انما سال صحبتہ لینال ما عندہ من العلم الذی اختصہ اللہ بہ دونہ فلو کان غیر نبی لم یکن معصوما ولم تکن لموسی وھو نبی عظیم و رسول کریم واجب العصمة کبیر رغبة ولا عظیم طلبة فی علم ولی غیر واجب العصمة ولما عزم علی الذھاب إلیہ والتفتیش علیہ ولو أنہ یمضی حقبا من الزمان قیل ثمانین سنة ثم لما اجتمع بہ تواضع لہ وعظمہ واتبعہ فی صورة مستفید منہ دل علی أنہ نبی مثلہ یوحی الیہ کما یوحی الیہ وقد خص من العلوم اللدنیة والاسرار النبویة بما لم یطلع اللہ علیہ موسی الکلیم نبی بنی اسرائیل الکریم وقد احتج بھذا المسلک بعینہ الرمانی علی نبوة الخضر علیہ السلام[3]

---

1 ... پ15، کہف:65۔

2 ... پ15، کہف:66-70۔

3 ... البدایة والنہایة، 1/328، دار الفکر بیروت۔

ترجمہ: حضرت موسٰی علیہ السّلام کا خضر علیہ السّلام سے یہ کہنا ہے: ”کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئے کہا آپ میرے ساتھ ہر گز نہ ٹھہر سکیں گے اور اس بات پر کیوں کر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔“ اگر وہ ولی ہوتے اور نبی نہ ہوتے تو حضرت موسٰی علیہ السّلام ان سے اس طرح کی بات نہ کرتے اور نہ ہی ان کا جواب اس طرح ہوتا۔ بلکہ حضرت موسٰی علیہ السّلام نے ان کی صحبت اپنانے کے لئے ان سے اس لئے کہا تاکہ وہ اس علم سے مستفید ہو سکیں جسے اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص طور پر دیا تھا۔ اگر وہ نبی نہ ہوتے تو معصوم نہ ہوتے اور موسٰی علیہ السّلام جو کہ عظیم نبی اور رسول تھے اور معصوم تھے، انہیں ایک غیر معصوم ولی کے علم میں اتنی دلچسپی نہ ہوتی اور نہ ہی اس کے پاس جانے اور اس کی تلاش میں اتنی محنت کرتے۔ اگرچہ اس میں بہت عرصہ لگ گیا ہو، مثلاً اسی سال، پھر جب وہ ان سے ملے تو حضرت موسٰی علیہ السّلام نے ان کی عزت کی اور ان کا اتباع کیا اور ان سے سیکھنے والے کی طرح پیش آئے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ **وہ بھی ایک نبی ہیں جنہیں وحی ہوتی ہے** جیسے موسٰی علیہ السّلام کو ہوتی ہے۔ انہیں اس طرح کے علوم و اسرار عطا کیے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسٰی علیہ السّلام کو نہیں دیئے تھے۔ اور شیخ رُمّانی نے اسی دلیل سے حضرت خضر علیہ السّلام کی نبوت کو ثابت کیا ہے۔

دلیل ثالث: ان الخضر أقدم على قتل ذلك الغلام وما ذاك الا للوحى اليه من الملك العلام وهذا دليل مستقل على نبوته وبرهان ظاهر على عصمته لان الولى لا يجوز له

الاقدام علی قتل النفوس بمجرد ما یلقی فی خاطرہ لان خاطرہ لیس بواجب العصمة اذ یجوز علیه الخطاء بالاتفاق. ولما اقدم الخضر علی قتل ذلك الغلام الذی لم یبلغ الحلم علما منه بانه اذا بلغ یکفر ویحمل ابویه علی الکفر لشدة محبتهما له فیتابعانه علیه ففی قتله مصلحة عظیمة تربو علی بقاء مهجته صیانة لابویه عن الوقوع فی الکفر وعقوبته دل ذلك علی نبوته وانه مؤید من الله بعصمته وقد رأیت الشیخ ابا الفرج ابن الجوزی طرق هذا المسلك بعینه فی الاحتجاج علی نبوة الخضر وصححه وحکی الاحتجاج علیه الرمانی ایضا.[1]

ترجمہ: حضرت خضر علیہ السّلام نے اس لڑکے کو قتل کیا اور ایسا صرف اس لیے کیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اس بات کی اطلاع دی تھی۔ یہ ان کی نبوت کی ایک الگ دلیل ہے۔ اور یہ ان کی عصمت کی بھی واضح دلیل ہے کیونکہ ایک ولی کو صرف اپنے خیال میں آنے والی بات کی بنا پر کسی کی جان لینے کا حق نہیں ہوتا، کیونکہ اس کا دل معصوم نہیں ہوتا اور اس سے غلطی ہو سکتی ہے، اس پر سب متفق ہیں۔ جب حضرت خضر علیہ السّلام نے اس لڑکے کو قتل کیا جو ابھی جوان نہیں ہوا تھا، تو وہ اس بات سے واقف تھے کہ جب یہ لڑکا بڑا ہوگا تو کافر ہو جائے گا اور اپنے والدین کو بھی کفر کی طرف لے جائے گا کیونکہ اس کے والدین اس سے بہت محبت کرتے تھے اور اس کی بات مانتے تھے۔ اس لیے اس لڑکے کو قتل کرنا ایک بہت بڑا فائدہ تھا، کیونکہ اس سے اس کے والدین کو کفر اور اس اس کی پکڑ سے بچا لیا گیا۔ **یہ اس بات کی دلیل ہے** کہ وہ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے عصمت کے ذریعے ان کی مدد کرتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ شیخ ابو الفرج علامہ ابنِ جوزی رحمۃُ اللہِ علیہ نے بھی

1 ... البدایۃ والنہایۃ، 1/328، دار الفکر بیروت۔

حضرت خضر علیہ السَّلام کی نبوت کی دلیل میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور اسے درست قرار دیا ہے۔ شیخ رمانی نے بھی اس دلیل کا ذکر کیا ہے۔

دلیل رابع: انه لما فسر الخضر تاويل تلك الافاعيل لموسى ووضح له عن حقيقة امره وجلى قال بعد ذلك كله ﴿رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ﴾ يعنى ما فعلته من تلقاء نفسى بل امرت به واوحى الى فيه فدلت هذه الوجوه على نبوته ولا ينافى ذلك حصول ولايته بل ولا رسالته كما قاله آخرون. وأما كونه ملكا من الملائكة فقول فغريب جدا واذا ثبتت نبوته كما ذكرناه لم يبق لمن قال بولايته.[1]

ترجمہ: جب حضرت خضر علیہ السَّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السَّلام کو اپنے ان کاموں کی حقیقی وجہ بتائی اور اسے واضح کیا تو اس کے بعد انہوں نے کہا: "آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا" یعنی میں نے یہ اپنے آپ سے نہیں کیا بلکہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور مجھے اس کے بارے میں وحی نازل ہوئی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ نبی ہیں۔ یہ بات ان کی ولایت اور رسالت کے منافی نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے۔ یہ کہنا کہ وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہیں، بہت عجیب بات ہے۔ اور جب ہم نے ثابت کر دیا کہ وہ نبی تھے تو پھر اس بات کا کوئی ثبوت نہیں رہ جاتا کہ وہ صرف ولی تھے۔

علامہ ابنِ حجر عسقلانی نبوت کے قائل

دلیل خامس: علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: "هو اعلم منك" ظاهر فى ان الخضر نبى بل نبى مرسل اذ لو لم يكن كذلك للزم تفضيل العالى على الاعلى وهو

1 ... البدایۃ والنہایۃ، 1/ 328، دار الفکر بیروت۔

باطل من القول[1]

ترجمہ:"وہ تم سے زیادہ جانتا ہے۔" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام نبی ہی نہیں بلکہ ایک مرسل نبی ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو لازم آتا کہ ایک بلند شان والے کو اس سے بلند تر شان والے پر فضیلت دی جارہی ہے جو کہ باطل ہے۔

علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃُ اللہِ علیہ "فتح الباری" میں فیصلہ کن بات کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: والمراد بکون النبی اعلم اهل زمانه ای ممن ارسل الیه ولم یکن موسی مرسلا الی الخضر واذا فلا نقص به اذا کان الخضر اعلم منه ان قلنا انه نبی مرسل او اعلم منه فی امر مخصوص ان قلنا انه نبی او ولی وینحل بهذا التقریر اشکالات کثیرة ومن اوضح ما یستدل به علی نبوة الخضر قوله ﴿وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ﴾ وینبغی اعتقاد کونه نبیا لئلا یتذرع بذلك اهل الباطل فی دعواهم ان الولی افضل من النبی حاشا وکلا[2]

ترجمہ: جب کہا جاتا ہے کہ ایک نبی اپنے زمانے کا سب سے زیادہ عالم شخص ہوتا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے سب سے زیادہ عالم ہوتا ہے جن کی طرف وہ بھیجا گیا ہے۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو (بطورِ نبی) حضرت خضر علیہ السّلام کی طرف نہیں بھیجا گیا تھا، اس لیے اگر حضرت خضر علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے زیادہ عالم تھے تو اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ اگر ہم کہیں کہ حضرت خضر علیہ السّلام ایک مرسل نبی تھے یا کسی مخصوص چیز میں موسیٰ علیہ السّلام سے زیادہ عالم تھے اگر ہم کہیں کہ وہ صرف ایک نبی تھے یا

1 ... فتح الباری، 1/219، دار المعرفۃ بیروت۔

2 ... فتح الباری، 1/220، دار المعرفۃ بیروت۔

ایک ولی تھے تو اس طرح بہت سے اشکالات دور ہو جاتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السّلام ایک نبی ہیں، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ انہوں نے کہا: "**اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔**" یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام ایک نبی ہیں تاکہ باطل نظریات رکھنے والے لوگ اس بات کو بہانہ نہ بنائیں کہ ایک ولی ایک نبی سے افضل ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

امام نووی نبوت کے قائل

دلیلِ سادس: بستان العارفین میں ہے: واستدل القشیری وغیرہ بقصۃ الخضر مع موسی علیہ السلام قالوا ولم یکن نبیا بل ولیا وھذا خلاف المختار والذی علیہ الاکثرون انہ کان نبیا۔[1]

ترجمہ: امام قشیری رحمۃُ اللہِ علیہ اور دیگر علما نے حضرت موسٰی علیہ السّلام اور حضرت خضر علیہ السّلام کے واقعے سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام نبی نہیں بلکہ ولی ہیں۔ لیکن یہ بات قولِ مختار کے خلاف ہے جس پر علماء کی اکثریت ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام نبی ہیں۔

ابو بکر انباری نبوت کے قائل

دلیلِ سابع: امام ابنِ جوزی رحمۃُ اللہِ علیہ تفسیر زاد المسیر میں فرماتے ہیں: وھل کان الخضر نبیاً ام لا؟ فیہ قولان: ذکرھما ابو بکر بن الانباری وقال: کثیر من الناس یذھب الی انہ کان نبیّاً۔[2]

ترجمہ: کیا حضرت خضر علیہ السّلام نبی ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں دو مختلف آراء ہیں: امام ابو بکر بن انباری رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس بارے میں ذکر کیا ہے کہ بہت سے لوگ یہ مانتے

---

1 ... بستان العارفین، 1/60 دار ابن حزم بیروت۔

2 ... زاد المسیر، کہف، تحت الآیۃ: 65، 4/238، المکتب الاسلامی بیروت۔

ہیں کہ حضرت خضر علیہ السَّلام نبی ہیں۔

ابو حیان اندلسی نبوت کے قائل

دلیل ثامن: والجمھور علی ان الخضر نبی وکان علمه معرفة بواطن قد اوحیت الیه[1]

ترجمہ: جمہور کے نزدیک حضرت خضر علیہ السَّلام نبی ہیں اور ان کا علم باطنی حقائق کا علم ہے جو انہیں وحی کے ذریعے عطا ہوا۔

علامہ بدر الدین عینی نبوت کے قائل

دلیل تاسع: علامہ عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: والصحیح انه نبی وجزم به جماعة وقال الثعلبی ھو نبی علی جمیع الاقوال معمر محجوب عن الابصار وصححه ابن الجوزی أیضا فی کتابه لقوله تعالی حکایة عنه ﴿وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ﴾ فدل علی انه نبی اوحی الیه ولانه کان اعلم من موسی فی علم مخصوص ویبعد ان یکون ولی اعلم من نبی وان کان یحتمل ان یکون اوحی الی نبی فی ذلك العصر یامر الخضر بذلك ولانه اقدم علی قتل ذلك الغلام وما ذلك الا للوحی الیه فی ذلك لان الولی لا یجوز له الاقدام علی قتل النفس بمجرد ما یلقی فی خطرہ لان خاطرہ لیس بواجب العصمة[2]

ترجمہ: اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السَّلام نبی ہیں اور اس بات پر ایک جماعت علما متفق ہے۔ علامہ ثعلبی رحمۃُ اللہِ علیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ تمام اقوال کے مطابق وہ نبی ہیں۔ حضرت خضر علیہ السَّلام نگاہوں سے پوشیدہ اور بڑی عمر کی شخصیت ہیں اور امام ابنِ جوزی رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنی کتاب میں اس بات کی تصحیح کی ہے حضرت خضر علیہ السَّلام نبی ہیں۔ اس لیے کہ اللہ

1 ... بحر محیط، کہف، تحت الآیۃ: 65، 6/139، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

2 ... عمدۃ القاری، 2/60، دار احیاء التراث العربی بیروت۔

تعالیٰ نے ان کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا: ”اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔“ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبی تھے جنہیں وحی نازل ہوئی تھی۔ اور اس لیے کہ وہ موسیٰ علیہ السّلام سے ایک خاص علم میں زیادہ عالم تھے اور یہ بات بعید ہے کہ کوئی ولی کسی نبی سے زیادہ عالم ہو حالانکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس دور میں کسی نبی کو وحی نازل ہوئی ہو جس نے خضر علیہ السّلام کو یہ حکم دیا ہو۔ اور اس لیے بھی کہ حضرت خضر علیہ السّلام اس لڑکے کو قتل کرنے پر آمادہ ہوگئے، اور یہ صرف اس لیے ممکن ہے کہ انہیں اس بارے میں وحی آئی ہو۔ کیونکہ ایک ولی کے لیے صرف اپنے خیال کے تحت کسی کی جان لینا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کا دل معصوم نہیں ہوتا۔

قاضی بیضاوی نبوت کے قائل

دلیل عاشر: تلك عشرة كاملة کے تحت یہ دسویں دلیل ہے۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ﴾ الجمهور على انه الخضر عليه السلام واسمه بليا بن ملكان وقيل اليسع وقيل إلياس ﴿اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا﴾ هى الوحى والنبوة ﴿وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ مما يختص بنا ولا يعلم الا بتوفيقنا وهو علم الغيوب[1]

ترجمہ: ”تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا۔“ اکثر لوگ اس پر متفق ہیں کہ یہ خضر علیہ السّلام ہیں جن کا نام بلیا بن ملکان بھی ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ الیسع یا الیاس ہے۔ ”جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی“ یہ رحمت وحی اور نبوت ہے۔ ”اور اسے اپنا علمِ لدنی عطا کیا۔“ اس کا مطلب ہے کہ ہم نے انہیں اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا جو صرف ہماری طرف سے ہی حاصل ہوتا ہے اور جسے بغیر ہماری توفیق کے کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ علم غیب کا علم ہے۔

---

1 ... تفسیر بیضاوی، کہف، تحت الآیۃ: 65، 1/ 510۔

حضرت خضر علیہ السّلام کی نبوت پر عقلی دلائل

﴿قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا(۶۶) قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا(۶۷) وَ كَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا(۶۸) قَالَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَاۤ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا(۶۹) قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْــٴَـلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا۠(۷۰)﴾[1]

پہلی دلیل

حضرت خضر علیہ السّلام نے ایک بچے کو قتل کرنے کا اقدام کیا تھا۔ اس عمل کی تائید اس بات سے کی جاتی ہے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے ہوا تھا۔ اس واقعے کو حضرت خضر علیہ السّلام کی نبوت اور معصومیت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس دلیل کی بنیاد یہ ہے کہ ایک ولی کے لیے صرف دل میں القا ہونے والی بات کی بنیاد پر کسی انسان کو قتل کرنا جائز نہیں ہوتا، کیونکہ ولی معصوم نہیں ہوتا اور اس سے خطا ہونا ممکن ہے۔

دوسری دلیل

وَدِدْنَا اَنَّ مُوسٰى صَبَرَ حَتّٰى یُقَصَّ عَلَیْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا[2]

نبی کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اس قسم کی خواہش کا اظہار اس وجہ سے تھا کہ آپ کو ان دونوں کے درمیان گفتگو کی اطلاع تھی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام پر وحی کی جاتی تھی اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اس قسم کی خواہش جائز ہی نہ تھی کہ نبی صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک ایسے انسان سے جس پر وحی کی جاتی ہو ایک ایسی بات کا انتظار کرتے جو غیر وحی ہے۔

---

1 ... پ15، کہف:66-70۔

2 ... بخاری، 2/441، حدیث:4727، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

تیسری دلیل

قال ابن حجر فی الاصابة: باب ما ورد فی کونه نبیا: قال اللہ تعالی فی خبرہ مع موسی حکایة عنه: ﴿وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ﴾ وھذا ظاھرہ انه فعله بامر اللہ والاصل عدم الواسطة ویحتمل ان یکون بواسطة نبی آخر لم یذکر وھو بعید ولا سبیل الی القول بانه الھام؛ لان ذلك لا یکون من غیر النبی وحیا حتی یعمل به ما عمل من قتل النفس وتعریض الانفس للغرق[1]

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃُ اللہِ علیہ الاصابہ میں لکھتے ہیں: یہ باب اس بیان میں ہے کہ آیا حضرت خضر علیہِ السّلام نبی ہیں یا نہیں۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہِ السّلام کا قول قرآن مجید میں بطور حکایت نقل فرمایا: "اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔" اس آیت کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ خضر علیہِ السّلام نے جو کچھ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا اور اس میں اصل یہ ہے کہ اس میں واسطہ نہ ہو (یعنی اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہو)۔ اس آیت کے دوسرے ممکنہ معانی بھی بیان کیے گئے ہیں جیسے کہ شاید یہ کام کسی اور نبی کے حکم سے کیا گیا ہو جس کا ذکر قرآن میں نہیں آیا، لیکن یہ بات بعید ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کام الہام سے کیا گیا ہو کیونکہ ایسا الہام نبی کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہوتا اور وحی کے ذریعے ہی انسان ایسے کام کو انجام دیتا ہے۔ حضرت خضر علیہِ السّلام نے جو کام کیا جیسے کسی کی جان لینا اور لوگوں کو ڈبو دینے کی کوشش کرنا، یہ کام وحی کے بغیر نہیں کیے جا سکتے۔

یحییٰ بن شرف نووی کا فیصلہ

محی الدین امام یحییٰ بن شرف نووی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اکثر علما یہ کہتے ہیں کہ حضرت

[1] ... الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 2/247، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

خضر علیہ السّلام زندہ اور ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اس بات پر تمام صوفیائے کرام اور اہل صلاح و معرفت کا اتفاق ہے۔ اسی طرح حضرت خضر علیہ السّلام کو دیکھنے، ان سے ملاقات کرنے، ان سے استفادہ کرنے، ان سے سوال جواب کرنے کی حکایات اور اسی طرح احترام والی جگہوں اور خیر کے مقامات پر ان کے موجود ہونے کے واقعات اس قدر زیادہ ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا اور اس کی شہرت بہت زیادہ ہے۔ حضرت شیخ ابن صلاح رحمۃُ اللہِ علیہ فتاویٰ میں فرماتے ہیں: ”جمہور علما اور عام صالحین کے ہاں وہ زندہ ہیں۔“ تمام اقوال کے مطابق وہ لمبی عمر والے نبی ہیں جو نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ وہ آخری زمانہ میں جب قرآن اٹھالیا جائے گا اس وقت انتقال فرمائیں گے۔[1]

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

امامِ اہلِ سنّت نے فتاویٰ رضویہ میں کئی مقامات پر حضرت خضر علیہ السّلام کا ذکر کیا اور جہاں بھی کیا وہاں آپ کے نام کے ساتھ علیہ السّلام لکھا اور اہلِ سنّت کا یہی شعار ہے کہ صرف حضراتِ انبیاء اور فرشتوں علیہم السّلام کے ساتھ ہی علیہ السّلام لکھا کرتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ سے چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

شرح مقاصد میں ہے: ذھب الیہ العظماء من العلماء ان اربعۃ من انبیاء فی زمرۃ الاحیاء الخضر والیاس فی الارض وعیسی وادریس فی السماء علیھم الصلوۃ والسلام. ترجمہ: بزرگ علماء اس طرف گئے ہیں کہ چار انبیاء زندوں کے زمرہ میں ہیں، حضرت خضر اور الیاس علیہما الصلوۃ والسلام زمین میں جبکہ حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علیہما الصلوۃ والسلام آسمان پر۔[2]

1 ... تہذیب الاسماء واللغات، 1/176،177
2 ... فتاویٰ رضویہ، 29/110، شرح المقاصد الحسنہ الفصل الرابع، المبحث السابع، 2/311

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے خواص میں ایک حدیثِ پاک کے تحت اجلہ ائمہ کرام کے اقوال ذکر کرتے ہیں جن سے حضرت خضر علیہ السلام کا نبی ہونا بالکل واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

امام جلیل جلال الملۃ والدین سیوطی سلمہ اللہ تعالیٰ خصائصِ کبریٰ شریف میں فرماتے ہیں:

ومن خصائصه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه جمع بین القبلتین والهجرتین وانه جمعت له الشریعة والحقیقة ولم یکن للانبیاء الا احدهما بدلیل قصة موسیٰ مع الخضر، علیهما الصلوۃ والسلام وقوله انی علی علم من علم الله لاینبغی لك ان تعلمه وانت علی علم من علم الله تعالیٰ لاینبغی لی ان اعلمه وقد کنت قلت هذا الکلام اولا استنباطا من هذا الحدیث من غیر ان اقف علیه فی کلام احد من العلماء ثم رأیت البدربن الصاحب اشار الیه فی تذکرته ووجدت من شواهده حدیث السارق الذی امربقتله والمصلی الذی امربقتله وقد تقدم فی باب الاخبار بالمغیبات.

ترجمہ: باب اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں۔ اور یہ کہ آپ کے لیے شریعت و حقیقت کو جمع کر دیا گیا۔ دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں سے کسی میں یہ دونوں وصف جمع نہ ہوئے بلکہ وہ صرف ایک وصف کے ساتھ متصف ہوئے۔ اس کی دلیل سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ ہے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کا وہ قول کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے علم کا حامل ہوں جسے جاننا آپ کو مناسب نہیں اور آپ کو منجانب اللہ ایسا علم عطا ہوا جس کو جاننا مجھے مناسب نہیں۔ (امام سیوطی فرماتے ہیں) میں پہلے یہ بات حدیث سے استنباط کرکے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں اس بارے میں

کسی عالم کے کلام پر مطلع ہوتا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بدر بن المصاحب نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک چور کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ حدیث کہ جس میں آپ نے ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

زیادة ایضاح لهذا الباب: فقد اشکل فهمه علی قوم ولو تأملوا لاتضح لهم المراد بالشریعة الحکم بالظاهر وبالحقیقة الحکم بالباطن وقد نص العلماء علی ان غالب الانبیاء علیهم الصلوة والسلام انما بعثوا لیحکموا بالظاهر دون ما اطلعوا علیه من بواطن الامور وحقائقها وبعث الخضر علیه السلام لیحکم بما اطلع علیه من بواطن الامور وحقائقها ولکون الانبیاء لم یبعثوا بذلك انکر موسی علیه قتله الغلام وقال له "لقد جئت شیئا نکرا" لان ذلك خلاف الشرع فاجابه بانه امر بذالك وبعث به فقال "وما فعلته عن امری" (ذلك تاویل) وهذا معنی قوله له انّك علی علم الیٰ اخره

اس باب کی مزید وضاحت: تحقیق لوگوں کو اس کے سمجھنے میں مشکل پیش آئی اور اگر وہ غور و فکر کرتے تو مطلب واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم اور حقیقت سے مراد باطنی حکم ہے، بے شک علمائے کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی کہ اکثر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس لیے مبعوث ہوئے کہ وہ ظاہر پر حکم کریں نہ کہ امورِ باطنیہ اور ان کے حقائق پر جن سے وہ مطلع ہوئے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کی بعثت اِس پر ہے کہ وہ اُس پر حکم دیں جو امورِ باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع و خبر ہے چونکہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی اس کے ساتھ بعثت نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور

ان سے کہا "بے شک تم نے بہت بری بات کی" اس لیے کہ قتلِ نفس شریعت کے خلاف ہے، لہٰذا اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے دیا کہ انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادے سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس کہنے کا ہے جو کہ انہوں نے کہا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے علم کا حامل ہوں جسے جاننا آپ کو مناسب نہیں۔ الخ۔

قال الشیخ سراج الدین البلقینی فی شرح البخاری المراد بالعلم التنفیذ والمعنی لاینبغی لك ان تعلمه لتعمل به لان العمل به مناف لمقتضی الشرع ولاینبغی ان اعلمه فاعمل بمقتضاه لانه مناف لمقتضی الحقیقة قال فعلی هذا لایجوز لولی التابع للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا اطلع حقیقة ان ینفذ ذلك بمقتضی الحقیقة وانما علیه ان ینفذ الحکم الظاهر انتهی۔

شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ تعالیٰ علیہ نے "شرح بخاری" میں فرمایا کہ علم سے مراد حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ آپ اس کا علم حاصل کریں تاکہ آپ اس پر حکم نافذ کریں، کیونکہ اس پر عمل کرنا تقاضائے شریعت کے خلاف ہے، اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں اسے حاصل کروں اور اس کے مقتضاء پر عمل کروں کیونکہ یہ بھی مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس قاعدے کے بموجب اس ولی کے لیے جائز نہیں ہے جو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا تابع ہے کہ جب وہ حقیقت پر مطلع ہو تو وہ بہ مقتضائے حقیقت اس کا نفاذ کرے بے شک اس پر یہی لازم ہے کہ حکمِ ظاہر کو نافذ کرے۔ انتہی۔

وقال الحافظ ابن حجر فی الاصابة قال ابوحیان فی تفسیرہ الجمهور علی ان الخضر

نبی وکان علمہ معرفۃ بواطن اوحیت الیہ وعلم موسٰی الحکم بالظاھر فاشار الٰی ان المراد فی الحدیث بالعلمین الحکم بالباطن والحکم بالظاھر لا امر اٰخر.

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "الاصابہ" میں فرمایا کہ ابو حیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم ان امورِ باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انہیں وحی کی گئی جب کہ حضرت موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کا علم ظاہر پر حکم لگانا تھا حدیث میں دو علوم جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد ظاہر و باطن پر حکم لگانا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا مطلب مراد نہیں ہے۔

وقد قال الشیخ تقی الدین السبکی ان الذی بعث بہ الخضر شریعۃ لہ فالکل شریعۃ واما نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ امر اولاً ان یحکم بالظاھر دون ما اطلع علیہ من الباطن والحقیقۃ کغالب الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام، ولھذا قال نحن نحکم بالظاھر، وفی لفظ انما اقضی بالظاھر واللہ یتولی السرائر وقال انما اقضی بنحو ما اسمع فمن قضیت لہ بحق اخرفانما ھی قطعۃ من النار وقال للعباس اما ظاھرك فکان علینا واما سریرتك فالی اللہ وکان یقبل عذر المتخلفین عن غزوۃ تبوك ویکل سرائرھم الی اللہ وقال فی تلك المرأۃ لو کنت راجما احدا من غیر بینۃ لرجمتھا وقال ایضا لولا القرآن لکان لی ولھا شان فھذا کلہ صریح فی انہ انما یحکم بظاھر الشرع بالبینۃ اوالاعتراف دون ما اطلعہ اللہ علیہ من بواطن الامور وحقائقھا ثم ان اللہ زادہ شرفا واذن لہ ان یحکم بالباطن وما اطلع علیہ من حقائق الامور فجمع لہ بین ماکان للانبیاء و ماکان للخضر خصوصیۃ خصہ اللہ بھا ولم یجمع الامران لغیرہ ، وقد قال القرطبی فی تفسیرہ اجمع العلماء عن بکرۃ ابیھم ان لیس لاحد ان یقتل بعلمہ الا

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وشاھد ذٰلک حدیث المصلیّ والسارق الذین امر بقتلھما فانہ اطلع علی باطن امرھما وعلم منھما مایوجب القتل.

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ ان کی شریعت تھی لہٰذا یہ سب شریعت ہے، اور ہمارے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں اور اس باطن و حقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو خبر ہے جس طرح کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا۔ اسی بناء پر حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہم تو ظاہر پر حکم دیتے ہیں"۔ ایک روایت میں اس طرح ہے "میں تو ظاہر پر فیصلہ دیتا ہوں باطن حالات کا خدا عزوجل مالک ہے۔" اور یہ کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "میں تو اسی پر فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں، لہٰذا میں نے جس کے لیے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔" اور یہ کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "جہاں تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ عزوجل کے ذمہ ہے" اور یہ کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم غزوۂ تبوک سے رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے۔ اور یہ کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا: "اگر میں بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو سنگسار کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا" اور یہ بھی فرمایا کہ "اگر قرآن نہ ہوتا تو یقیناً میرے لیے اور اس عورت کے لیے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔" یہ تمام نظائر اور شواہد اس بات کے مظہر ہیں کہ آپ کو دلیل و شہادت یا اعتراف و اقرار کے ساتھ ظاہرِ شریعت

پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو باطنی امور پر اللہ عزوجل نے آپ کو مطلع فرمایا اور اس کے حقائق آپ پر واضح فرمائے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور آپ کو اجازت عطا فرمائی کہ آپ باطن پر حکم لگائیں اور جن امور کی حقیقتوں کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے اس پر فیصلہ فرمائیں تو اس طرح آپ ان تمام معمولات کے جو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے تھے اور اس خصوصیت کے ساتھ جو حضرت خضر علیہ السلام کے لیے اللہ عزوجل نے خاص فرمائے، جامع تھے اور یہ امر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی میں جمع نہیں کیا گیا۔ اور امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے قتل کا حکم دے سوائے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے۔ اس کی شاہد اس نمازی اور چور والی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے باطنی حالات پر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مطلع فرمادیا تھا اور ان دونوں کے بارے میں آپ کو علم ہو گیا تھا کہ واجب القتل ہیں۔ اگرچہ ان کا قتل کچھ عرصہ بعد واقع ہوا۔ (1)

حضرت خضر نبی الگ ہیں اور حضرت خضر ولی الگ ہیں

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

اولیائے کرام قدست اسرارہم کو اس میں اختلاف ہے کہ یہ حضرت خضر جو اکثر اکابر سے ملاقی ہوتے ہیں آیا وہ خضر موسیٰ علیہما الصلوۃ والسلام ہیں جن کی نبوت میں اختلاف ہے اور صحابیت میں شبہہ نہیں یا ہر دورے میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے یعنی مناصب ولایت

1 ... فتاویٰ رضویہ، 29/533تا538

سے ایک عہدے کا نام ”خضر“ ہے کہ جو اس عہدے پر قائم ہو گا اسی نام سے پکارا جائے گا، جیسے غوث کا نام عبد اللہ و عبد الجامع اور اس کے دونوں وزیر دست چپ وراست کا نام عبد الملک وعبد الرب جن کو امامین کہتے ہیں اور اوتاد اربعہ کا نام عبد الرحیم وعبد الکریم وعبد الرشید وعبد الجلیل، یونہی جو عہدہ نقابت پر ہو اسے ”خضر“ کہا جائے گا اس کا اپنا نام کچھ ہو۔ ایک جماعت عظیم صوفیہ کرام اسی قول پر ہے اور بہت حکایات سے اس کا پتہ ملتا ہے۔ حافظ الحدیث امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کی تائید کی، ”اصابہ فی تمییز الصحابہ“ میں فرماتے ہیں:

قول بعضهم ان لكل زمان خضرا وانه نقيب الاولياء وكلما مات نقيب اقيم نقيب بعده مكانه ويسمّى الخضر وهذا قول تداولته جماعة من الصوفية من غير نكير بينهم ولا يقطع مع هذا بان الذى ينقل عنه انه الخضر هو صاحب موسٰى عليهما الصلوٰة والسلام بل هو خضر ذٰلك الزمان ويؤيده اختلافهم فى صفته فمنهم من يراه شيخا او كهلا او شابا وهو محمول على تغاير المرئى وزمانه والله تعالٰى اعلم۔

بعض اولیاء کا قول کہ ہر زمانے کے لیے ایک خضر ہوتا ہے اور وہ نقیب اولیاء ہوتا ہے، جب ایک نقیب کا وصال ہو جائے تو اس کی جگہ کوئی اور نقیب مقرر کر دیا جاتا ہے جس کو خضر کہا جاتا ہے۔ میں نے یہ قول صوفیاء کی ایک جماعت سے حاصل کیا۔ اس کے بارے میں ان سے کوئی اختلاف نہیں اس قول کی موجودگی میں اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اعتراض میں منقول خضر سے مراد وہی خضر ہیں جو حضرت موسٰی علیہ السلام کے ساتھی ہیں بلکہ اس سے مراد اس زمانے کا خضر ہے اور صفت خضر کے بارے میں دیکھنے والوں کا اختلاف بھی اس قول کا مؤید ہے۔ چنانچہ کسی نے ان کو بوڑھا، کسی نے ادھیڑ عمر والا اور کسی نے جوان

دیکھا یہ دکھائی دینے والے اور اس کے زمانے کے تغایر پر محمول ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم (ت)[1]

اس ولی مسمّٰی بخضر کا جمیع اولیاء درکنار اپنے دورے کے اولیاء سے بھی افضل ہونا ضرور نہیں بلکہ افضل نہ ہونا ضرور ہے۔ غوث بالیقین اس سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے۔ یونہی امامین، یونہی افراد، یونہی اوتاد، یونہی بُدلا، یونہی ابدال کہ یہ سب یکے بعد دیگرے باقی اولیائے دورہ سے افضل ہوتے ہیں۔ امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں:

ان اکبر الاولیاء بعد الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم القطب ثم الافراد علی خلاف فی ذٰلک ثم الامامان ثم الاوتاد ثم الابدال

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سب سے بڑا ولی قطب ہوتا ہے، پھر افراد، اس میں اختلاف ہے، پھر امامان، پھر اوتاد، پھر ابدال۔[2]

ایمان پر خاتمہ

مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب "عجائب القرآن مع غرائب القرآن" کے صفحہ 162 پر حضرت خضر علیہ السلام کا تعارف کچھ یوں ہے: حضرت خضر علیہ السلام کی کنیت ابو العباس اور نام "بلیا" اور ان کے والد کا نام "ملکان" ہے۔ "بلیا" سریانی زبان کا لفظ ہے۔ عربی زبان میں اس کا ترجمہ "احمد" ہے۔ "خضر" ان کا لقب ہے اور اس لفظ کو تین طرح سے پڑھ سکتے ہیں۔ خَضِر، خَضْر، خِضْر۔ "خضر" کے معنٰی سبز چیز کے ہیں۔ یہ جہاں بیٹھتے تھے وہاں آپ کی برکت سے ہری ہری گھاس اُگ جاتی تھی اس لئے لوگ ان کو "خضر" کہنے لگے۔ حضرت

1 ... الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ذکر خضر صاحب موسٰی علیہ السلام، 1/433، دار صادر بیروت
2 ... الیواقیت والجواہر المبحث الخامس والاربعون، 2/446 دار احیاء التراث العربی بیروت

خضر علیہ السلام کی کنیت ابو العباس اور نام ”بلیا“ اور ان کے والد کا نام ”ملکان“ ہے۔ بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان ان کا اور ان کے والد کا نام اور ان کی کنیت یاد رکھے گا (ابو العباس بَلْیابن مَلْکان)، اِن شاءَ اللہ اُس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ [1]

1 . . . تفسیر صاوی، پ:15، الکہف، تحت الآیۃ:65، 4/1207

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

(1) 63 حکایات و واقعات (2) تہجد گزاروں کے واقعات (3) ارشاداتِ اعلیٰ حضرت
(4) تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات
(5) تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات
(6) آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
(7) لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں (8) حضرت حاتم اصم کے واقعات (9) فضائلِ درودِ پاک
(10) عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول (11) حکایاتِ احیاء العلوم
(12) علم کے پیاسے لوگ (13) علمِ غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں
(14) آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان (15) حکایاتِ روح البیان
(16) حیات انبیاء پر عمدہ دلائل (17) سود کی تباہ کاریاں
(18) امامِ اعظم کی ذہانت کے واقعات (19) صفر کا مہینہ ہرگز منحوس نہیں
(20) اخلاقِ مصطفیٰ قرآن کی روشنی میں (21) حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ۱۱۱ نصیحتیں
(22) شانِ ولی (23) زبان کی آفات (24) خدمتِ والدین کا صلہ (25) توسل پر عمدہ دلائل
(26) عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل (27) قیلولہ اور سائنس (28) حفظِ قرآن کے فضائل
(29) عاشقانِ رسول کی قبریں (30) امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت
(31) ساری کثرت پاتے یہ ہیں (32) رشوت کی تباہ کاریاں (33) احادیثِ قدسیہ کے انوار
(34) تخریجِ احادیثِ فیضانِ سنّت (35) نابالغ بچوں کے احکام و مسائل
(36) شانِ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (37) مختلف حکایات و واقعات
(38) فحش وڈیوز دیکھنے کا عبرتناک انجام (39) دیُّوث کون؟ (40) فتنۂ دجّال
(41) مَائِلَاتٌ مُمِیلَاتٌ کون؟ (42) امام بخاری علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت
(43) امام مسلم علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت (44) سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم قرآن و حدیث کی روشنی میں
(45) کالے جادو کا علاج (46) تعویذ پہننا شرک نہیں
(47) حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی؟ علمی و تحقیقی گفتگو (48) خون کے آنسو
(49) ننگے سر نماز پڑھنا کیسا؟ (50) بزرگانِ دین کا شوقِ عبادت (51) بزرگانِ دین کا شوقِ تلاوت
(52) حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت (53) اسمِ اعظم کی تحقیق
(54) بزرگانِ دین کا شوقِ صدقہ و خیرات (55) نفسِ اَمّارَہ کی شرارتیں
(56) اذانِ بلال اور سورج کا نہ نکلنا ایک علمی و تحقیقی رسالہ (57) حُسن و جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم
(58) فراستِ مومن (59) جوامع الکلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم (60) تفسیر آیتِ ختمِ نبوت علمی و تحقیقی رسالہ
(61) دعا مومن کا ہتھیار ہے (62) صحبت کا اثر (63) اصل ترقی (64) بزرگانِ دین کا طریقۂ شکر گزاری
(65) مایوسی کا علاج (66) حدیثِ ضعیف و حدیث موضوع کی تحقیق (67) ابنِ تیمیہ کون؟
(68) ناشکری کا انجام (69) خوفِ خدا میں رونے والوں کے واقعات (70) نورانی چہرے
(71) فضائلِ مدینہ (72) فضائلِ آبِ زم زم (73) مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ
(74) قیمتی اوراد و وظائف (75) موت کی یاد (76) بے نمازی کا عبرتناک انجام

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

(1) مسئلہ سماعِ موتی پر علمی و تحقیقی گفتگو
(2) تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات
(3) تلخیص رسالہ الامن و العلی لناعتی المصطفی بدافع البلا
(4) تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

مکتبہ اَفکارِ رَضا
MAKTABA AFKAR-E- RAZA
+923155322470
/FIQHIMASAIL2526 /SYEDKAMRAN786
+923169168614 /IAMKAMRANMADANI